26

اصلاح ارشاد کا کام بند نہیں ہونا چاہئے

(فرمودہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

ہدایت جس کا ذکر سورہ فاتحہ میں آتا ہے اور جو انسان کو سیدھے راستہ پر لے جاتی ہے اور اسے صراط مستقیم پر چلاتی ہے۔ وہ ایسی باریک اور ایسی لطیف ہوتی ہے کہ اندرونی احساسات کے سوا کوئی اور چیز اسے سمجھ نہیں سکتی۔ اور ابتدا اس کی حقیقت کا معلوم کرنا انسان کے لئے بعض وقت بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

ایک شخص کو ہدایت مل تو رہی ہوتی ہے لیکن باوجود اس کے وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنی جتنی کسی کی اخلاقی حالت موٹی ہوتی ہے اتنی ہی اس کی ہدایت باریک ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ اسے شناخت نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ بسا اوقات وہ سمجھتا ہی نہیں کہ اسے ہدایت مل بھی رہی ہے یا نہیں۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہدایت پاتے ہوئے بھی ایک شخص یہی سمجھتا ہے کہ وہ ہدایت نہیں پا رہا۔ بسا اوقات وہ یہی خیال کر لیتا ہے کہ مجھے کوئی ہدایت نہیں مل رہی اس وجہ سے ایسا شخص کبھی ہدایت ملتے ہوئے اسے ترک کر دیتا ہے۔ کبھی حاصل ہوتی ہوئی ہدایت کو ضائع کر دیتا ہے۔ کیونکہ جن باتوں سے اسے آہستہ آہستہ ہدایت مل رہی ان باتوں کو چھوڑ دیتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ہدایت پانے سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔ چونکہ ہدایت ایک لطیف چیز ہے اور انسان اسے بعض وقت نمایاں طور پر محسوس نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ ناامید ہو جاتا ہے کہ مجھے ہدایت مل ہی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ عین ہدایت کے راستہ پر چلتے ہوئے بھی مایوس نظر آتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نشاط اور وہ خوشی جو ہدایت سے حاصل ہوتی ہیں۔ شروع شروع میں اس قدر تھوڑی ہوتی ہے کہ وہ اسے محسوس نہیں کرتے اور یوں جب

مایوس ہوتے ہیں تو اس سے بالکل ہی محروم ہو جاتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ بالکل دروازہ پر پہنچ کر لوٹ جاتے ہیں۔ اور اس طرح جو ہدایت پا چکے ہوتے ہیں اس کو بھی نقصان پہنچا لیتے ہیں۔ وہ تو ابتدائی حالت سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہدایت نہیں پا رہے۔ لیکن حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہدایت پا رہے ہوتے ہیں مگر چونکہ یہ لطیف ہوتی ہے اس لئے نہیں محسوس ہوتی اس لئے وہ اسے مایوس ہو کر چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن درحقیقت ہدایت ان کے اندر ہوتی ہے دل کے اندر ہوتی ہے بلکہ نفس کے ذرہ ذرہ کے اندر جاری و ساری ہوتی ہے۔ مگر سمجھتے ہیں کہ وہ ان کے اندر نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہدایت لطیف چیز ہوتی ہے۔ اور وہ شروع شروع میں اسے اپنے اندر محسوس نہیں کرتے۔

عام لوگ تو اسے سمجھ نہیں سکتے۔ لیکن اطباء نے اس کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ وہ جب ایک مریض کو نسخہ دیتے ہیں تو اسی اصول کے ماتحت دیتے ہیں کہ آہستہ آہستہ فائدہ ہو گا۔ طبیب جب دوا دیتا ہے تو اس کا ہرگز یہ منشاء نہیں ہوتا کہ دو یا تین یا چار یا پانچ دن کے بعد اس کا فائدہ ہونے لگے گا بلکہ یہ منشاء ہوتا ہے کہ چھ دن کے بعد تم کو محسوس ہونے لگے گا کہ فائدہ ہوتا ہے۔ اسی طرح روحانی باتوں کا حال ہے۔ لیکن بسا اوقات انسان کے لئے اس بات کو سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اسے فائدہ ہو رہا ہے کیونکہ اس کے احساسات اتنے کند ہوتے ہیں کہ وہ سمجھنے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ اگر اس نکتہ کو لوگ سمجھ لیں تو سچائی کے معلوم کرنے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔

سچائی کے دیکھنے کے لئے لوگوں کو چاہئے کہ وہ یہ دیکھنے کی کوشش نہ کریں کہ ہم پر کیا اثر ہوتا ہے۔ بلکہ یہ دیکھیں کہ ہم سے جو اعلیٰ قابلیت ہے اس پر کیا اثر ہوتا ہے بعض لوگ یہ دیکھ کر کہ ہمارے اندر کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا۔ اس بات کو ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم میں جو اس کا اثر نہیں تو شائد اس میں کچھ اثر ہی نہیں ہے۔ حالانکہ ہدایت کا اثر بھی دوائی کی طرح ہوتا ہے۔ بعض دفعہ دنوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ہفتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ مہینوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ سالوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ انجام پر ہی جا کر ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ مرنے کے وقت جا ظاہر ہوتا ہے۔

یہاں اخباروں میں ایک دفعہ ایک واقعہ شائع ہو چکا ہے کہ ایک لڑکی جو جاہل سی تھی اور جس نے صرف چند ایک سیپارے قرآن شریف کے شائد پڑھے ہوئے تھے۔ جب فوت ہونے لگی تو اسے وفات کے متعلق بعض عجیب عجیب نظارے نظر آئے جنہیں اس نے جب بیان کیا تو تمام لوگ جو

اردگرد تھے جن میں ہندو بھی تھے۔ سن کر حیران رہ گئے۔ تو بسا اوقات ایک انسان موت تک بھی اس کو محسوس نہیں کرتا۔ پس یہ ایک غلطی ہے کہ اسے ایک حد تک پہنچا کر چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ جب نمونہ موجود ہو تو پھر اسے تسلیم کرلینا چاہئے کہ ہدایت تو ہے اس کا اثر تو ہے لیکن ہم محسوس نہیں کرتے۔

یہ ممکن نہیں کہ آگ کے پاس بیٹھیں اور گرم نہ ہوں یا برف کے پاس بیٹھیں اور ٹھنڈے نہ ہوں یا سایہ میں بیٹھیں تو خنکی محسوس نہ کریں یا دھوپ میں بیٹھیں تو گرمی کا احساس نہ ہو۔ یہ ممکن نہیں کہ سیاہی کو ہاتھ لگائیں اور سیاہی ہاتھ کو لگ نہ جائے یا سرخی کو ہاتھ لگائیں اور سرخی ہاتھ کو نہ لگے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ نشان ہلکا لگے جو نظر نہ آئے یا پھر آنکھیں ہی اس درجہ کمزور ہوں کہ وہ اس داغ کو دیکھ نہ سکیں۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ داغ نہ لگے یا اگر دھوپ یا سایہ میں بیٹھیں تو گرمی اور سردی اپنا اثر نہ کرے۔ پس سچی جماعتوں میں داخل ہونے پر ہی اثر شروع ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ اثر نظر آئے یا نہ آئے یا وہ اثر نہایت ہی خفیف ہو جو محسوس ہو یا نہ ہو لیکن ایسی جماعتوں میں داخل ہونے سے اثر ہوتا ضرور ہے۔

ایک دوست کا خط آیا ہے کہ ہم نے اتنا عرصہ تبلیغ کی اور کوئی تبدیلی نہ ہوئی اور اثر ظاہر نہ ہوا۔ ہم تبلیغ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اصلاح نہیں پائی۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ خود تبلیغ کی توفیق ملنا یہ بھی تو ایک نیکی ہے۔ کئی قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک بدی کے مرتکب ہوتے ہیں جو اس سے بچتے ہیں ایک دوسروں کو روکتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو خود بھی نیکی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی نیکی کی بات بتاتے ہیں۔ پھر ان کے اثر بھی الگ الگ ہیں۔ ایک وہ ہیں جو ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ایک وہ ہوتے ہیں جو ظاہر نہیں ہوتے۔ تو مختلف قسم کے نشان ہوتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے اثر اور جو تبلیغ کر رہا ہے۔ وہ نیکی کر رہا ہے۔ اور یہ فضل ہے جو اس نے محسوس نہیں کیا۔ کیونکہ اس کی حسیں اتنی باریک تھیں کہ وہ ان کو محسوس نہیں کر سکا۔ اور اس نے صرف اپنے آپ کو دیکھا اور جب اسے اپنے آپ پر کوئی اثر نظر نہ آیا تو کہہ دیا کہ یہ بے اثر شے ہے۔ حالانکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری جماعت کے لوگوں پر یہ اثر ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو یقیناً" یہ راستہ ٹھیک ہے۔

ہماری جماعت میں سے اگر کوئی شخص تبلیغ کرتا ہے اور پھر وہ اس کا کوئی اثر اپنے میں نہیں دیکھتا تو اس کے یہ معنے نہیں کہ یہ کوئی بے اثر چیز ہے۔ یا اس سے انسان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ ہماری رفتار سست ہے۔ کیونکہ اگر ہماری رفتار سست نہ ہو تو

اثر جلدی ظاہر ہونے لگے۔ پس میرے نزدیک ہر وہ شخص جو اس کو مان لیتا ہے۔ ضرور اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرلیتا ہے۔ خدا کے انبیاء بارش کی طرح ہوتے ہیں۔ لوگوں کے کپڑے خواہ کتنے ہی چکنے ہوں مگر پھر بھی اس بارش سے کچھ نہ کچھ تری پا ہی لیتے ہیں۔ یہاں بھی یہی بات ہے۔ تبلیغ خواہ کتنی ہی تھوڑی ہو اپنا اثر ضرور کرتی ہے اور ایک تبدیلی ضرور پیدا کرتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اثر اور تبدیلی نظر نہ آئے تو جب کہ تبلیغ ضرور تبدیلی پیدا کرتی ہے تو ایک شخص باوجود اس بات کے اگر اس کو چھوڑ دیتا ہے تو یہ ایک نفس کا دھوکا ہے۔ اور ایسا خیال ایک شیطانی وسوسہ ہے جو اسے تبلیغ سے روکنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔

تبلیغ سے ضرور اثر پیدا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ منافقت کے رنگ میں بھی اگر تبلیغ کی جائے تو یہ منافقت کی تبلیغ بھی اثر پیدا کرتی ہے۔ اور ایسا منافق انسان بھی ان سب فوائد سے حصہ پاتا ہے۔ جو تبلیغ کے ہیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے قانون کے برخلاف ہے کہ ایک شخص بارش میں کھڑا ہو اور تری نہ لے۔ پس منافق بھی جو کہ منافقت سے تبلیغ کرتا ہے۔ جب اس سے حصہ پاتا ہے تو جو لوگ دیانت کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں وہ کیوں نہ پاتے ہوں گے۔ آنکھیں منور ہوں یا نہ ایک شخص روشنی سے ضرور حصہ لیتا ہے۔ ایک نابینا بھی روشنی سے فائدہ لیتا ہے۔ سورج جب نکلتا ہے تو اس کی آنکھیں ایک خاص قسم کا تغیر محسوس کرتی ہیں۔ جو اندھیرے اور روشنی میں اس کو تمیز پیدا کرا دیتا ہے پھر اس کے جسم پر کچھ اس قسم کی کیفیات ہو رہی ہوتی ہیں کہ وہ روشنی کو محسوس کرلیتا ہے۔ یا پھر اس کے اندر فوائد پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ کئی قسم کی بیماریاں ہیں جو سورج سے دور ہوتی ہیں۔ تو یہ بالکل ناممکن ہے کہ ایک شخص الٰہی سلسلہ میں داخل ہو اور پھر وہ کورا رہے۔ بیشک اسے فائدے ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس کے احساسات باریک ہوتے ہیں اس لئے وہ شروع شروع میں بلکہ بعض اوقات انجام تک بھی ان کو محسوس نہیں کرتا۔ اور وہ اسے نظر نہیں آتے۔ پس ان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ ضرور نظر آجائیں۔ ایک غلطی ہے۔

موسیٰ کی قوم نے کہا تھا کہ خدا اگر نظر آجائے تو مان لیں گے۔ دیکھو خدا تعالیٰ تو نظر آتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے وہ آنکھوں سے پوشیدہ ہے۔ جس طرح اللہ نظر نہیں آتا اسی طرح ہدایت بھی نظر نہیں آتی۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نشانوں سے ظاہر ہوتا ہے اسی طرح ہدایت بھی نشانوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ ہدایت محسوس نہیں ہوتی اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ وہ درست بات نہیں کہتا وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ وہ ان کے مقام پر نہیں پہنچا جو اسے نظر آئے۔ اور اس

کی روحانی حالت اس درجہ کی نہیں ہو گئی کہ وہ اسے محسوس ہو۔ لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں اثر ہی نہیں۔ تبلیغ میں اثر ہے اور تبلیغ کرنے سے ضرور فائدہ پہنچتا ہے۔

ایک یہی فائدہ کیا کم ہے کہ وہ ان بدیوں سے بیمار نہیں ہوتا جن سے وہ دوسروں کو روکتا ہے۔ اور اس طرح وہ ایک بیمار شخص کی طرح ہو جانے سے بچ جاتا ہے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ طبیب بیماری کا علاج نہیں کرتا بلکہ بیماری کو روکتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کا حال ہے کہ گمراہی میں جو ترقی کر رہا تھا وہ رو کی گئی - اور یہ بھی ایک فائدہ ہوتا ہے جو تبلیغ سے پہنچتا ہے کہ انسان گمراہی سے بچ جاتا ہے۔ اور ایسے ہزاروں ثبوت جماعت میں مل سکتے ہیں کہ جو ان فوائد کو پا رہے ہیں۔ اور ان کے اندر یہ باتیں پیدا ہیں۔ پس اسی سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ روحانی سلسلہ ہے اور جو خدا کے سلسلہ ہوتے ہیں ان کی ظاہر علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ خدا کے کلام سے مشرف ہوتے ہیں اور ان کو قبولیت دعا ملتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت ان کے ہمراہ رہتی ہے۔ پھر تبلیغ کا یہ فائدہ بھی ہے کہ جو تبلیغ کرتے ہیں خدا ان کو ضائع نہیں کرتا۔ جو دوسروں کا خیال رکھتے ہیں خدا ان کا خیال رکھتا ہے ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے ان کا عرفان بڑھتا ہے ان کا دشمن پر رعب ہوتا ہے اور یہ سب باتیں ہماری جماعت میں میسر ہیں۔ پس تبلیغ سے آہستہ آہستہ ایک شخص ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جس پر وہ بالآخر محسوس کر لیتا ہے کہ اسے ہدایت مل رہی ہے۔

پس ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اس سے غفلت نہ کریں اور کچھ بھی ہو اسے چھوڑیں نہیں۔ اگر نشانات صداقت نہ ملیں تو تھک نہیں جانا چاہئے۔ کیونکہ یہ ابتدائی حالت ہوتی ہے اور جب یہ حالت گذر جاتی ہے تو از خود یہ محسوس ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص ایسے طور پر اسے چھوڑ دیتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے بے اثر شے ہے یا تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ تو یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ جو نیکی سے روکنے والا ہوتا ہے۔ پس اس بات سے گھبرانا نہیں چاہئے کہ اس کا اثر ظاہر نہیں ہو رہا۔ وقت جب آتا ہے آپ ہی یہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور انسان اس کو جان نہیں سکتا کہ اس کے اندر استعداد کتنی تھی اور پھر اس کے اثرات کے ظاہر ہونے کے لئے مدت کتنی چاہئے۔ اس لئے تبلیغ سے رکنا نہیں چاہئے۔

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم میں خود غلطیاں ہیں لوگوں کو کیسے سمجھائیں۔ مگر ان کو جاننا چاہئے کہ ان کا یہ خیال بھی غلط ہے کیونکہ جو دوسروں کو سمجھاتا ہے وہ نیکی کرتا ہے۔ اس لئے تبلیغ کرنا نیکی کرنا ہے اور اس سے رکنا غلطی ہے اور ایسی غلطیاں درست نہیں ہوتیں۔ جب تک نیکیاں

نہ کی جائیں۔ پس تبلیغ کرنا خود نیکی کرنا ہے جو ان کی اپنی غلطیوں کو بھی دور کر سکتی ہے۔ اور دوسروں کی غلطیاں بھی۔ پھر تبلیغ ایک فرض بھی ہے اس لئے بھی اسے پورا کرنا چاہئے۔ پس میں دوستوں کو کہتا ہوں کہ تبلیغ کے فرض کو ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے اور اس بات سے حوصلہ نہیں ہارنا چاہئے کہ اس کا اثر نہیں یا تبدیلی نہیں ہوتی یا ہم میں خود غلطیاں ہیں۔ ایک آدمی جو صرف اس لئے تبلیغ سے رک جاتا ہے کہ اثر نہیں وہ کیا جانتا ہے کہ اس کے بعد اگر وہ تبلیغ کرتا تو ضرور اس کا اثر ظاہر ہوتا۔ پس آدمی اگر آج نہیں تو کل۔ کل نہیں تو پرسوں۔ پرسوں نہیں تو اترسوں ضرور اس کا اثر محسوس کرتا اور دیکھتا ہے اور ایک دن وہ دیکھے گا کہ تاریکی سے نکل کر یکدم وہ روشنی میں آگیا ہے۔ خدا تعالیٰ ہمارے تمام اعمال کو درست کرے اور ہمیں اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ اپنے نفوس کی بھی اور دوسروں کی بھی اصلاح ہو۔ ہمیں تبلیغ کی اور بھی زیادہ توفیق ملے۔ اور ہم نیکی کرتے رہیں۔ آمین

آج نماز کے بعد میں تین جنازے پڑھاؤں گا اور یہ تینوں ایسی جگہ فوت ہوئے جہاں ہماری جماعت کے لوگ یا تو نہیں تھے یا تھے تو ایک دو۔ پہلا جنازہ ملک غلام نبی صاحب اسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سب ڈویژن پنڈی گھیپ کے والد ملک محسن خان صاحب کا ہے دوسرا امتہ الرحمٰن صاحبہ عبدالقدیر صاحب چھاؤنی جالندھر کی ہمشیرہ اور تیسرا والدہ رحمت اللہ سکنہ اٹر پور (انبالہ) ان تینوں کا جنازہ جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا۔ سب دوست میرے ساتھ شامل ہوں۔

(الفضل ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۶ء)